قَالَ تَعَالیٰ: فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ﴿۲﴾

احکام قربانی و عقیقہ

مرتب

مولانا محمد عبد القوی

ناظم ادارہ اشرف العلوم حیدرآباد

ناشر

برکات بکڈپو
Barakaath
Book Depot

تفصیلاتِ طباعت

نام کتاب: احکامِ قربانی وعقیقہ

تصنیف: مولانا محمد عبدالقوی صاحب مدظلہ

کمپوزنگ: مفتی محمد وصی الرحمن قاسمی 9618741337

صفحات: ۲۴

قیمت: 20/-

سنِ اشاعت: ۱۴۳۴ھ م ۲۰۱۳

طباعت: مولانا سید خواجہ نصیر الدین قاسمی 9866619359

ناشر: برکات بکڈپو، خواجہ باغ، حیدرآباد

ملنے کے پتے

❁ برکات بکڈپو، سعید آباد، حیدرآباد۔۵۹ 9848623931

❁ مکتبہ فیض ابرار، اکبر باغ، ملک پیٹ، حیدرآباد۔۳۶ 8885507860

❁ مکتبہ کلیمیہ، یوسفین کامپلکس، نامپلی حیدرآباد 9885655591

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد!

قربانی محض جانور کے قربان کرنے یا گوشت خوری کا نام نہیں، بلکہ تقربِ خداوندی اور رضائے الٰہی کے حصول کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے اور بارگاہ اَحدِیَت میں فدکارانہ جذبۂ قلبی کے ساتھ نذرانۂ عبودیت پیش کرنے کا نام ہے۔ مگر افسوس ہے کہ ہم نے قربانی کو آج کل محض ایک رسم اور فیشن بنایا ہوا ہے۔ بہت سے لوگ بغیر کسی خاص قصدوعزم کے بطور عادت قربانی کرگذرتے ہیں، ان کے یہاں عیدالفطر کا شیرخرما اور عیدالاضحیٰ کی قربانی ایک جیسی چیز ہے، حالانکہ وہ محض ایک عادت ہے۔ اور یہ خالص عبادتِ الٰہی اور فریضہ اسلامی ہے۔ بعض لوگ تعداد وتفاخر پر نظر رکھے ہوئے ہیں، بعض لوگوں کو یہ تک نہیں معلوم کہ وہ ایک خاص مقدار نصاب پر واجب ہوتی ہے، اس کے بغیر محض فضیلت رہ جاتی ہے۔ بعضے لوگ بیرون ملک مقیم اولاد کی طرف سے بِلا اُن کی ایما اور ارادہ کے خود ہی اپنی طرف سے کرکے یہ سمجھ لیتے ہیں کہ ان کا فرض ادا ہوگیا، حالانکہ واجب قربانیوں میں قربانی کرنے والے کی اپنی نیت ضروری ہے۔ پھر گوشت کی تقسیم میں بھی بعض جگہ نام ونمود کی شکلیں اختیار کی جاتی ہیں۔ فقراء اور سائلین سے حقارت آمیز اور تندوتیز سلوک کیا جاتا ہے، بعض لوگ اپنے اوپر واجب ہونے کے باوجود اپنی طرف سے نہیں کرتے، بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا خاندان کے بڑوں کے نام سے کرتے ہیں، اور اسی کو بہتر سمجھتے ہیں، بعض لوگ تو

ایسی بے قاعدگی میں دیکھے گئے کہ گوشت کی قیمت طئے کر کے جانور لیتے ہیں، اور بائع کے ذمہ ہوتا ہے کہ وہ گوشت تول کر اس کے حساب سے پیسہ لے۔ اس صورت میں چرم وہ خود ہی لے جاتا ہے، حالانکہ قربانی گوشت کھانے یا تقسیم کرنے کا نام نہیں، بلکہ **اِهراق دم** (رضائے الٰہی کے لئے خون بہانے کا) نام ہے۔ ان سب امور کی اصلاح جب **ممکن** ہے جبکہ قربانی کی روح اور حقیقت کو سمجھیں۔

مندرجہ ذیل آیات واحادیث کو سمجھ کر پڑھنے سے قربانی کا صحیح تصور سامنے آ سکتا ہے۔

قربانی کا حکم

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝۲

''پس اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ اپنے پروردگار کے لئے نماز پڑھئے اور قربانی کیجئے۔ (الکوثر)

❁ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو براہ راست اور ان کے توسط سے پوری امت کو قربانی کا حکم دیا گیا ہے۔

❁ یہ بھی معلوم ہوا کہ قربانی محض رب کی خوشنودی کے لئے ہونی چاہئے۔

اصل چیز اخلاص ہے

لَنْ یَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ یَّنَالُهُ التَّقْوٰی مِنْكُمْ ط

''اللہ تعالیٰ کے پاس ان قربانیوں کا نہ گوشت پہنچتا ہے، اور نہ خون بلکہ تمہارا تقویٰ (اخلاص) پہونچتا ہے''۔ (الحج: ۳۷)

❁ اس سے معلوم ہوا کہ ہر عمل بالخصوص قربانی میں اخلاص واجب ہے، اخلاص نہیں تو قربانی بھی مقبول نہیں۔

قربانی کا حکم ہر امت کے لئے تھا

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ؕ

''اور ہم نے ہر امت کے لئے قربانی مقرر کی تھی تا کہ وہ ان جانوروں پر اللہ کا نام لیں یعنی اس کے نام سے قربانی کریں''۔(الحج:۳۴)

❁ اس سے معلوم ہوا کہ ہر امت کو قربانی کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔

❁ نیز یہ کہ جانور صرف اللہ کے نام سے ذبح کئے جا سکتے ہیں۔

قربانی کے جانور دین کی یادگار ہیں

وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ۖ

''ان قربانی کے جانوروں کو ہم نے اللہ کے دین کی یادگار بنایا ہے، اور اس میں تمہارے لئے بھی فائدہ ہے''۔(الحج:۳۶)

❁ معلوم ہوا کہ قربانی کے ذریعہ اللہ کے دین کی رفعت اور اس کی ذات کی عظمت مقصود ہے۔

❁ یہ بھی معلوم ہوا کہ اس میں خود بندگانِ خدا کا بھی نفع ہے کہ وہ خود کھاتے ہیں اور اہل قرابت اور اہل حاجت کو کھلاتے ہیں، پھر اس کے چرم کے ذریعہ تو آج کل ہزاروں کام چل رہے ہیں۔

قربانی کے ذریعہ ہدایت کا شکرانہ

كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ؕ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۷﴾

''اسی طرح ان جانوروں کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے، تا کہ تم اس کی عطا کردہ ہدایت پر اس کی بڑائی و کبریائی کا اعتراف کرو، اور اے نبی! نیکوکاروں کو خوشخبری سنا دیجئے''۔(الحج:۳۷)

۞ معلوم ہوا کہ قربانیوں کا منشاء صرف گوشت خوری نہیں، بلکہ خدا تعالیٰ کے احسان ہدایت کی شکر گزاری، اور اس کی بڑائی کے ساتھ اپنی بندگی و عاجزی کا اظہار ہے۔

۞ یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ جانور اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہمارے لئے مسخر ہوئے ہیں، اور ہمیں ان پر قابو حاصل ہوا ہے، ورنہ یہ ہمارے بس کا کام نہ تھا۔

۞ نیز یہ کہ قربانی کرنا نیکی کا کام ہے، اور نیکی کرنے والوں کے لئے خوشخبری ہے۔

ما هذه الاضاحی؟

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ قربانیاں کیا ہیں؟ یعنی ان کی اصل کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا اس پر عمل کرنے میں ہمارے لئے کیا ثواب ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: ”ہر بال کے بدلہ ایک نیکی“ پوچھا گیا اُون کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: اُون کے بھی ہر بال کے عوض ایک نیکی ہے“۔ (ابن ماجہ: ۲/۱۰۴۵)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ:

۞ قربانی سنت ابراہیمی ہے، اور حضرت ابراہیم علیہ السلام ہم سب مسلمانوں کے روحانی پیشوا اور جدِّ امجد ہیں۔

۞ قربانی کے جانور پر جتنے بال ہوں گے ہر بال کے عوض ایک نیکی ملتی ہے۔

۞ بال کے بجائے اُون ہو تو اس کے بھی ہر بال کے عوض ایک نیکی ملتی ہے۔

محبوب ترین عمل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کوئی عمل قربانی کے دنوں میں اللہ تعالیٰ کو قربانی سے زیادہ پسندیدہ نہیں ہے۔ اور یہ قربانیاں قیامت کے دن اپنے

سینگوں، بالوں اور کھروں کے ساتھ لائے جائینگے۔ اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہو جاتا ہے، پس دل کی خوشی سے قربانیاں کرو"۔

(ابن ماجہ: ۲/ ۱۰۴۵)

❁ معلوم ہوا کہ ۱۰/۱۱/ ۱۲ ذی الحجہ ان تین دنوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک نوافل میں سب سے زیادہ محبوب عمل قربانی ہے، اس لئے جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے مالی گنجائش دی ہے، انہیں زیادہ سے زیادہ قربانیاں کرنا چاہئے۔

❁ یہ جانور جو اللہ تعالیٰ کے نام پر قربان کر کے کھائے کھلائے جاتے ہیں، یہ سب قیامت کے دن زندہ کر کے اُٹھائے جائیں گے۔

دوسری احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پل صراط پر یہ جانور ہماری سواریاں ہوں گے۔

❁ قربانی اس قدر مقبول عمل ہے کہ اس کا ابھی پہلا خطرہ خون زمین پر گرنے بھی نہیں پاتا کہ عند اللہ شرف قبولیت حاصل کر لیتا ہے۔

❁ یہ بھی معلوم ہوا کہ قربانی بادل نخواستہ نہیں کرنی چاہئے، بلکہ جی کی خوشی اور رغبت و سرور سے کرنی چاہئے۔ اس کی قیمت اور اس کی مشقت کو خوشی خوشی برداشت کرنا چاہئے۔

مرحومین کی طرف سے قربانی

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دو بکروں کی قربانی کی۔ حضرت حنش رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ نے دو قربانیاں کیوں کیں؟ فرمایا مجھ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصیت فرمائی تھی کہ میں ان کی طرف سے قربانی کیا کروں اس لئے میں نے ان کی طرف سے بھی کی ہے۔ (ابوداؤد: ۳/ ۹۴)

❁ معلوم ہوا کہ اپنے مرحومین کو ایصال ثواب کرنے کے لئے اپنی طرف سے قربانی کی جاسکتی ہے، اس سے ان کو نفع ہوتا ہے۔

❁ خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بھی ایصال ثواب کیا جاسکتا ہے، گرچہ آپ کو اس کی

ضرورت نہیں لیکن اس سے ہمارے تقرب و محبت میں اضافہ ہوگا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر سال قربانی کی ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ میں دس سال قیام فرمایا ہمیشہ قربانی کرتے رہے۔ (ترمذی کذا فی المشکوٰۃ: ۱/ ۴۱۸)

❁ قربانی کرنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مرغوب تھا، اس لئے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے کبھی ناغہ نہیں فرمایا۔

❁ جس پر قربانی واجب نہیں اس کو بھی اگر گنجائش ہے تو ضرور قربانی کرنا چاہئے۔

ہماری عیدگاہ کو نہ آئے!

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص گنجائش رکھنے کے باوجود قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عیدگاہ کے قریب بھی نہ آئے۔
(ابن ماجہ: ۲/ ۱۰۴۴)

❁ اس حدیث میں جس قدر سخت وعید ہے تارک قربانی کے لئے وہ کسی عقلمند پر مخفی نہیں ہے۔

بیوی کی طرف سے قربانی

روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بقر عید کے دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے ایک گائے کی قربانی دی۔ (مسلم)

❁ دوسروں کی طرف سے بھی قربانی دی جاسکتی ہے، جس طرح بیوی کی طرف سے دی جاسکتی ہے، اولاد کی طرف سے بھی قربانی دینا چاہیں تو دے سکتے ہیں۔

❁ گائے کی قربانی درست ہے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصہ

سیدنا ابراھیم واسماعیل علیہما الصلاۃ والسلام

حضرت ابراہیم علیہ السلام آج سے تقریباً چار ہزار سال قبل آزر کے گھر میں پیدا ہوئے۔ یہ زمانہ نمرود کی جابرانہ حکمرانی کا تھا،شرک وکفر عام تھا،لوگ نمرود کے دبدبہ سے متاثر ہوکراسی کوخدا سمجھ بیٹھے تھے،ستاروں کی تاثیراوراصنام کی پرستش گھر گھر جاری تھی، قرآن مجید نے ان کے والد کا نام ''آزر'' قرار دیا ہے۔اورآزر کے معنی علماء نے ''عاشق صنم'' بتلائے ہیں۔اسی سے ان کے والدین اور خاندان کا مزاج معلوم ہوجاتا ہے کہ کیسا مشرکانہ رہا ہوگا؛ تاہم حضرت ابراہیم علیہ السلام بچپن ہی سے مُوَحِّدَانہ مزاج کے حامل،اور بڑی خوبیوں کے مالک تھے،اللہ پاک کو چونکہ ان سے بہت کام لینا تھااورانہیں ''انسانیت کا امام'' بنانا تھا،اس لئے وہ کڑی آزمائشوں سے گزارے گئے۔ان کی آزمائشوں اورراہ خدا میں ابتلائات کی بھی لمبی فہرست ہے،یہاں ان کا احاطہ مشکل ہے۔انہیں آزمائشوں میں سے ایک آزمائش یہ واقعہ ہے جوان کے صاحبزادے حضرت اسماعیل علیہ السلام سے متعلق ہے۔عنوان کی مناسبت سے یہاں مختصر درج کیا جارہا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بڑی اہلیہ حضرت سارہ علیہا السلام تھیں؛لیکن چھیاسی برس کی عمر تک بھی ان سے اولادنہیں ہوئی،ادھرحضرت ابراہیم علیہ السلام کواولاد کی چاہت بھی تھی،ضرورت بھی،اس لئے وہ دعا فرمایا کرتے تھے رَبِّ هَبۡ لِيۡ مِنَ الصّٰلِحِيۡنَ۝۱۰۰ یعنی ''اے اللہ! مجھے نیک اولاد عطا فرما'' ان کی اہلیہ حضرت سارہ علیھا السلام نے ان کی اس

خواہش اور تمنا کو دیکھ کر اور اپنے ذریعہ سے اولاد ہونے کی امید سے مایوس ہو کر عرض کیا کہ ''اللہ تعالیٰ نے مجھے اولاد سے محروم رکھا، یہ میری خادمہ ہاجرہ (علیہ السلام) ہے، یہ میں آپ کو ہبہ کئے دیتی ہوں، ممکن ہے اللہ پاک اس کے ذریعہ آپ کو اولاد عطا فرمادیں''۔

چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان سے نکاح فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے حضرت ہاجرہ علیہا السلام کے ذریعہ آپ کو اولاد عطا فرمائی، آپ نے اپنے اس بیٹے کا نام ''اسماعیل'' رکھا۔ ابھی یہ لڑکا شیر خوار ہی تھا کہ اللہ رب العزت نے انہیں مکہ مکرمہ کی بے آب و گیاہ سرزمین پر (جہاں کوئی متنفس بھی نہیں رہتا تھا) اس لڑکے کو اور ان کی والدہ کو چھوڑ آنے کا حکم دیدیا۔ حسبِ ہدایت آپ انہیں لیکر وہاں پہونچے، ساتھ میں ایک جھولی میں کچھ کھجوریں اور ایک مشکیزہ میں پانی رکھ دیا۔ کیونکہ اس علاقہ میں نہ کوئی درخت تھا اور نہ ہی پانی کا دور دور تک کہیں پتہ، جب آپ لوٹنے لگے تو سیدہ ہاجرہ علیہا السلام نے عرض کیا کہ آپ مجھے اور اس معصوم کو اس بے آب و گیاہ میدان میں جہاں نہ کوئی مونس ہے نہ غمخوار کیسے چھوڑ کر جارہے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ـــــ اس خوف سے کہ کہیں ان کی محبت تعمیل حکم میں رکاوٹ نہ بن جائے ـــــ ان کی جانب بالکل التفات نہ فرمایا۔ یہاں تک کہ حضرت ہاجرہؑ نے خود پوچھا کیا اللہ پاک کا حکم ہے؟ فرمایا ہاں! عرض کرنے لگیں تب تو آپ بے فکر رہیں، مجھے بھی اطمینان ہو گیا اللہ پاک ہمیں ضائع نہ فرمائے گا۔

اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام واپس ہو گئے۔ سیدہ ہاجرہ علیہا السلام اپنے معصوم اسماعیل کو دیکھ دیکھ کر زندگی گزارتی اور کھجوروں اور پانی سے بھوک و پیاس مٹاتی رہیں۔ یہ تھوڑے سے کھجور اور مختصر سا پانی کب تک کام دیتے ایک روز ختم ہو گئے، اور آپ بہت پریشان ہو گئیں، اپنے سے زیادہ بچے کا اضطراب آپ کو بے چین کئے رہا، دور دور تک پانی کا کہیں اتہ پتہ نہ تھا، آپ سے رہا نہ گیا اور بچہ کو ریت پر ڈال کر پانی کی تلاش میں نکل گئیں۔

قریب میں صفا پہاڑی تھی اوراس کے متصل مروہ۔آپ دونوں پر چڑھ جاتیں اور دیکھتیں کہ وادی میں کوئی نظر آجائے مگر کسی کو نہ پاتیں تو اتر آتیں ، درمیانی نشیبی علاقے سے گزرتیں تو اپنا ایک بازو اٹھا کر تیز گام ہو جاتیں تا کہ جلدی سے بلندی تک پہونچ جاویں ،اور دیکھیں کوئی مددگار اورغم گسار نظر آجائے ،مگر کسی کو نہ پاتیں ،اسی طرح آپ نے سات چکر لگائے اتنے میں کسی پکارنے والے کی آواز سنی وہ آپ کو متوجہ کرر ہا تھا۔ یہ ایک فرشتہ تھا جو اُس جگہ کھڑا تھا جہاں اب ''بئر زم زم'' ہے۔اس نے اپنے پیر یا پر سے زمین پر ٹھوکر ماری جس کے ساتھ ہی زمین سے پانی اُبلنے لگا، سیدہ ہاجرہ ؑ جلدی جلدی اس کے اطراف ریت کی منڈیر بنانے لگیں اور کہنے لگیں ''زم زم'' یعنی تھم جا تھم جا۔ چنانچہ وہ پانی رُک گیا۔آپ نے چُلو سے خود پیا اور اپنے بچے کو پلایا۔اس طرح تکوینی طور پر تسکین کا سامان ہوا، ادھر یہ فرشتہ نے یہ طمانیت بھی دی کہ آپ گھبرائیں نہیں۔اللہ پاک آپ لوگوں کو ضائع نہیں فرمائے گا۔ یہاں قریب ہی میں ''بیت اللہ'' ہے۔جس کی تعمیر جدید آپ کے اس بچے اوراس کے محترم والد ہی کو کرنی ہے،اب آپ اطمینان اور سکون کے ساتھ زندگی بسر کرتی رہیں۔

جزیرۃ العرب میں خصوصاً اُس زمانہ میں پانی نادر الوجود تھا۔لوگوں کو کسی جگہ پانی کا پتہ چلتا تو اُسی جگہ کو اپنی بستی بنا لیتے تھے،قبیلہ بنو جرہم کا ایک قافلہ وادی مکہ کے قریب سے گزر رہا تھا،ان لوگوں نے پرندوں کو پرواز کرتے دیکھا تو کہنے لگے کہ قریب میں کہیں پانی ضرور ہوگا،تب ہی تو یہ پرندے اس طرف نظر آرہے ہیں، چنانچہ چند آدمیوں کو تحقیق کے لئے بھیجا،ان لوگوں نے زم زم کو دریافت کرلیا،اس قافلہ نے حضرت ہاجرہ علیہا السلام سے وہاں قیام کرنے کی اجازت چاہی،آپ کو تنہائی سے وحشت ہو ہی رہی تھی،آپ نے انہیں بخوشی اجازت دیدی،لیکن یہ شرط رکھی کہ اس پانی پر تمہارا حق ملکیت کچھ نہ ہوگا۔بس استفادہ کر سکتے ہیں،وہ لوگ راضی ہو گئے،اوراپنے بقیہ خاندان کو بھی لا کر یہیں آباد کرلیا،حضرت

اسماعیل علیہ السلام اسی قبیلہ کے بچوں کے ساتھ کھیلتے اور انہیں سے زبان عرب سیکھا کرتے تھے، آگے چل کر اسی خاندان میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کا نکاح بھی ہوا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب جب آکر ان لوگوں کی دیکھ بھال فرمالیا کرتے تھے۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام جب ذرا ہوشیار ہوئے ـــــ عمر کتنی تھی اس میں اختلاف ہے ـــــ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک خواب دیکھا جس کا حاصل یہ تھا کہ انہیں اپنے بچے کو ذبح کرنے کا حکم دیا جارہا ہے انبیاء علیہم السلام کا خواب وحی الٰہی کی ایک صورت ہے، اور واجب العمل ہے۔ اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تعمیل حکم کا ارادہ فرمالیا اور اپنے صاحبزادے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذہنی طور پر تیار کرنے کے لئے فرمایا بیٹا! میں خواب میں کیا دیکھ رہا ہوں کہ تمہیں ذبح کررہا ہوں، تم بتاؤ تمہارا کیا خیال ہے؟ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ؕ صالح بیٹے نے فوراً عرض کیا: ابا جان! آپ کو جو حکم ملا ہے اسے کر گزریئے، اور جہاں تک میرا معاملہ ہے تو انشاءاللہ مجھے آپ صابرین میں سے پائیں گے۔ فقَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۫ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ﴿۱۰۲﴾ سعادت مند بیٹے کے اس سعادت مندانہ اور مطیعانہ جواب کو سنا تو انہیں لے کر منیٰ کی وادی میں تشریف لے گئے اور اُس جگہ جسے اب ''منحر'' کہا جاتا ہے بیٹے کو زمین پر کنپٹی کے بل لٹادیا جیسے جانوروں کو ذبح کے لئے لٹادیا جاتا ہے، پھر چھری نکال کر ذبح کرنے کا ارادہ فرمایا مگر چونکہ اللہ تعالیٰ کو بس آزمائش مقصود تھی اور وہ ہوچکی، اس لئے اللہ تعالیٰ نے چھری کو اسماعیل علیہ السلام کا گلا کاٹنے سے روک دیا، اور ارشاد فرمایا: يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ ﴿۱۰۴﴾ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ ''اے ابراہیم! تم نے خواب سچ کر دکھایا'' یعنی تعمیل حکم کردی، ہمارا مقصد تم سے بیٹے کو ذبح کروانا نہیں تھا، بلکہ تمہارے جذبہ ایثار و قربانی کا مشاہدہ کرنا تھا۔ سو وہ ہوچکا، اب تمہیں یہ دُنبہ دیا جارہا ہے، اس کو اسماعیل (علیہ السلام) کے بدلے میں ذبح کردو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پلٹ کر دیکھا تو ایک سفید

رنگ کا فربہ خوبصورت بکرا موجو تھا، آپ نے اسے ذبح فرما دیا، حق تعالیٰ نے فرمایا ’’اب ہم اس رسم ایثار وقربانی کو قیامت تک کے لئے جاری کئے دیتے ہیں، اور تم پر سلامتی اتارتے ہیں‘‘۔ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ ﴿۱۰۸﴾ سَلَامٌ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ﴿۱۰۹﴾ ’’نیز ہم ہر مطیع وفرمانبردار اور نیکوکار بندے کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں‘‘۔ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿۱۱۰﴾

(البدایہ والنہایہ: ۱/ ۱۴۵۔ ۱۴۴ مختصراً۔ یہ پورا واقعہ اسی کتاب سے ماخوذ ہے)

چنانچہ اُس زمانہ سے آج تک ان کی ملت ایام تشریق میں خوب ذوق وشوق کے ساتھ اس رسم قربانی کو انجام دیتی چلی آرہی ہے۔

دعوتِ فکر وعمل

قربانی کی حقیقت وروح یار کی خاطر اغیار سے قلب کو پاک کرلینا اور اپنی جان ومال، اولاد، خواہشات تمام چیزوں کو آقا ومالک کی مرضیات کے تابع بنالینا ہے، اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس عظیم قربانی کے تاریخی پس منظر کے موقع پر جہاں ہم جانوروں کا خون بہا کر بارگاہ رب العزت میں اپنی وفاداری وجاں نثاری کا نمونہ پیش کرتے ہیں، آیئے ہم اسی موقع پر حق تعالیٰ سے تمام بدعات وخرافات اور ایسے رسم ورواج (جو غیر شرعی ہونے کے علاوہ سماج کے لئے وبال بھی ثابت ہوچکے ہیں) کی قربانی کا وعدہ کریں، اور یہ کہ پوری زندگی قرآن وسنت کے موافق گزارنے کے لئے کسی بھی طرح کی قربانی پیش کرنے سے دریغ نہ کریں گے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین

قربانی کے مسائل

مسئلہ(۱) ہر عاقل، بالغ، مقیم وآزاد پر جو نصاب کا مالک ہو، قربانی کرنا واجب ہے۔

مسئلہ(۲) ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے ساتھ تولہ سونا، یا اس کی قیمت یا اس قیمت کی مالیت کا ایسا سامان جو روزمرہ کی ضروریات اور قرض سے زائد ہو قربانی کا نصاب ہے، خواہ سال گذرے یا نہ گذرے۔

مسئلہ(۳) قربانی صرف اپنی طرف سے واجب ہے، نابالغ اولاد کی طرف سے صحیح یہی ہے کہ واجب نہیں ہے۔

مسئلہ(۴) اونٹ، بیل، بکرا، دُنبہ، اوران کے مادے، اِن جانوروں کی قربانی دُرست ہے۔

مسئلہ(۵) اونٹ پانچ سال، گائے دوسال، بکری ایک سال سے کم کی دُرست نہیں، البتہ بھیڑ، دُنبہ اگر اس قدر فربہ ہوں کہ سال بھر کے دُنبوں میں چھوڑ دیئے جائیں تو برابر ہوں، تو ایسی صورت میں چھ مہینہ کے بھیڑ، دُنبہ کی قربانی بھی درست ہے۔

مسئلہ(۶) اونٹ، گائے وغیرہ میں سات آدمیوں کی شرکت بھی جائز ہے، اگر کئی آدمی شریک ہوں تو ہر شریک کو ساتواں حصہ پہنچنا ضروری ہے، اگر ایک آدمی کو بھی ساتویں حصہ سے کم پہنچا تو کسی کی قربانی درست نہ ہوگی، بکری، دُنبہ وغیرہ کی قربانی صرف ایک آدمی کی طرف سے دُرست ہے۔

مسئلہ(۷) مسافر پر قربانی واجب نہیں ہے۔

مسئلہ(۸) تمام شرکاء اگر باتفاق رائے گوشت اکھٹا تقسیم کردینا چاہیں یا اکھٹا پکوادینا چاہیں تو یہ بھی دُرست ہے۔

مسئلہ(۹) جن جانوروں کا عضو تہائی یا تہائی سے زیادہ ضائع ہو گیا ہو اس کی قربانی دُرست نہیں، البتہ اگر ایک پیر زخمی ہے مگر چلنے میں اس سے مدد لے سکتا ہے تو اس کی قربانی صحیح ہے، مریل، کمزور جانور اور جن جانور کے پورے یا آدھے دانت گر گئے ہوں، اس کی قربانی بھی دُرست نہیں۔

مسئلہ(۱۰) خصی بکرے یا مینڈھے کی قربانی دُرست بلکہ افضل ہے۔

مسئلہ(۱۱) قربانی کا وقت عید کے دن عید کی نماز کے بعد سے ۱۲/ذی الحجہ کے غروب تک ہے۔

مسئلہ(۱۲) اگر قربانی کے دنوں میں کوئی قربانی نہ کر سکا تو اگر جانور خرید لیا تھا تو بعینہٖ اس جانور کو صدقہ کر دے ورنہ جانور کی قیمت صدقہ کرے۔

مسئلہ(۱۳) قربانی کا جانور خریدا پھر گُم ہو گیا تو دوسرا جانور خریدا، اب پہلا جانور مل گیا تو اس کا حکم یہ ہے کہ وہ شخص اگر غریب ہے تو دونوں جانور قربان کرے اور اگر امیر ہے تو صرف ایک کی قربانی واجب ہے۔ (یہ مسئلہ ایسا ہی ہے، بعض لوگوں کو بظاہر اشکال ہوتا ہے، اس کی تفصیل اہل علم سے سمجھ لیں)

مسئلہ(۱۴) جانور خریدنے کے بعد کوئی عیب نکلا یا عیب دار ہو گیا تو اس کے بدلے دوسرا جانور خرید کر قربانی کرے اور اگر ایسا غریب ہے کہ ایسا کرنے کی سکت نہیں ہے تو اسی کی قربانی کر دے۔

مسئلہ(۱۵) قربانی کا گوشت مستحب یہ ہے کہ تین حصوں میں تقسیم کر کے ایک حصہ خود کھائے، ایک حصہ فقراء و غُرباء میں بانٹ دے، اور ایک حصہ رشتہ داروں کو دیدے، لیکن کوئی ایسا نہ کرے بلکہ سب استعمال کر لے یا سب خیرات کر دے تب بھی کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ(۱۶) قربانی کا گوشت غیر مسلموں کو دینا بھی جائز ہے۔

مسئلہ(۱۷) قربانی کا جانور افضل یہ ہے کہ خود ذبح کرے بشرطیکہ طریقۂ ذبح سے

واقف ہو ورنہ کم از کم وہاں موجود تو رہے۔

مسئلہ(۱۸) جو قربانی کا ارادہ رکھتا ہو اس کے لئے مستحب یہ ہے کہ پہلی ذی الحجہ سے قربانی کے دن تک اپنے بال اور ناخن نہ تراشے، قربانی ہو جانے کے بعد تراش لے۔

مسئلہ(۱۹) کسی کے ایصالِ ثواب کیلئے اپنی خوشی سے قربانی کرنا چاہے تو یہ بھی درست ہے، اور اس کے گوشت کا وہی حکم ہے جو اپنی قربانی کے گوشت کا ہے، البتہ اگر کسی کی وصیت کی وجہ سے اور اسی کے مال سے قربانی کی ہے تو پورے گوشت کا صدقہ کر دینا واجب ہے۔

مسئلہ(۲۰) قربانی کی کھال خود استعمال کرنا چاہے تو کر سکتا ہے ورنہ خیرات کر دے۔

مسئلہ(۲۱) قربانی کی کھال، گوشت وغیرہ سے کوئی چیز قصائی وغیرہ کو بطور اجرت دینا جائز نہیں۔

مسئلہ(۲۲) قربانی کی کھال یا اس کی قیمت، مساجد، مدارس، دواخانے وغیرہ کی تعمیر و مرمت کیلئے دینا جائز نہیں، اسی طرح کسی اور نیک کام میں خرچ کرنا بھی جائز نہیں، صرف مستحقین کی ضرورتوں ہی میں استعمال کرنا چاہیے۔

مسئلہ(۲۳) حلال جانوروں کے درجِ ذیل اعضاء کھانا حرام ہے، بہتا خون، نر و مادہ کا عضوِ تناسل، خُصیے، غدود، پیشاب کی تھیلی، پِتّا، حرام مغز (ریڑھ کی ہڈی کے درمیان کا مغز)۔

مسئلہ(۲۴) قربانی کے جانور کا دودھ نکالنا یا اسکے بال کاٹنا جائز نہیں، اگر کسی نے ایسا کر لیا تو دودھ اور بال یا ان کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے۔

مسئلہ(۲۵) قربانی سے پہلے چھری کو خوب تیز کرے اور ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کرے، اور ذبح کے بعد کھال اُتارنے اور گوشت کے ٹکڑے کرنے میں جلدی نہ کرے، جب تک پوری طرح جانور ٹھنڈا نہ ہو جائے۔

چند دیگر مسائل

مسئلہ (۲۶) ماہِ ذی الحجہ کے دس دن بڑی ہی فضیلت کے ہیں، اس لئے اگر پہلی ذی الحجہ سے ۹/ذی الحجہ تک کوئی روزہ رکھ لے تو بڑی بہتر بات ہے، اور یوم العرفہ یعنی ۹/ذی الحجہ کے روزہ کی تو بڑی فضیلت ہے، کم از کم اس کا اہتمام تو ضرور کر لے۔

مسئلہ (۲۷) ماہِ ذی الحجہ کی نویں تاریخ کی فجر سے ۱۳ویں تاریخ کی عصر تک مردوں کیلئے ہر فرض نماز کے بعد بلند آواز سے تکبیر تشریق پڑھنا واجب ہے۔ عورتیں آہستہ آواز سے پڑھیں۔ تکبیرِ تشریق یہ ہے: اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَا اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ

مسئلہ (۲۸) عید کی رات کو جاگ کر عبادت کرنا بھی بہتر ہے، حدیث میں ہے کہ اس کا دل اُس دن نہیں مرے گا جس دن سب کے دل مر جائیں گے۔

مسئلہ (۲۹) عید کے دن دو رکعت نماز بطور شکرانہ چھ زائد تکبیرات کے ساتھ پڑھنا واجب ہے۔

مسئلہ (۳۰) مستحب ہے کہ عید کی نماز کے لئے جاتے اور آتے وقت کچھ آواز سے تکبیرِ تشریق پڑھتا رہے۔

مسئلہ (۳۱) عید کی نماز کے لئے ایک راستہ سے جائے دوسرے راستہ سے لوٹے، تا کہ ہر گلی کوچے میں اللہ کی تکبیر بلند ہو سکے۔

مسئلہ (۳۲) عید کے دن موجودہ کپڑوں میں سے بہتر کپڑے پہننا، خوشبو لگانا، مسواک کرنا، صبح جلد اٹھنا، عید گاہ جلد پہنچنا اور پیدل جانا مسنون ہے۔

مسئلہ (۳۳) اگر قربانی کر رہا ہو تو مستحب ہے کہ قربانی کے گوشت سے اس دن کھانے کی ابتداء کرے، آج کل بہ سہولت قصاب نہیں ملتے، اکثر قربانی میں تاخیر ہو جاتی ہے، اس لئے ضروری نہیں کہ ایسا ہی کرے، ممکن ہو تو اس پر عمل کی فضیلت حاصل کر لے۔

ترکیب نمازعید

پہلے زبان یادل سے یہ نیت کیجئے کہ دورکعت نمازعیدواجب مع چھ زائد تکبیروں کے اس امام کے پیچھے پڑھتا ہوں، پھر اَللّٰہُ اَکْبَرْ کہہ کر ہاتھ باندھ لیجئے، ثناء یعنی (سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ) پڑھئے پھر دوسری اور تیسری تکبیر میں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر چھوڑ دیجئے اور چوتھی تکبیر کے بعد کانوں تک ہاتھ اٹھا کر پھر باندھ لیجئے، اس کے بعد ہمیشہ جس طرح نماز پڑھتے ہیں پڑھئے، دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ اور ضمِ سورہ کے بعد جب امام تکبیر کہے تو آپ بھی پہلی دوسری اور تیسری دفعہ میں کانوں تک ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دیجئے، اس کے بعد چوتھی تکبیر اَللّٰہُ اَکْبَرْ کہتے ہوئے بغیر ہاتھ اٹھائے رکوع میں چلے جائیں، باقی نماز حسبِ دستور تمام کر لیجئے۔ خطبہ سننا واجب ہے اسلئے اہتمام سے سن کر واپس ہو جایئے۔ معانقہ (گلے ملنا) عیدین کی سنتوں میں سے نہیں ہے۔

طریقہ ودعائے قربانی!

پہلے جانور کو قبلہ رخ لٹائے، پھر یہ دعا پڑھئے:

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ حَنِیْفاً وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ، اِنَّ صَلاَتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، لاَ شَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ، اَللّٰهُمَّ مِنْکَ وَلَکَ، اس کے بعد بِسْمِ اللّٰہِ اللّٰہُ اَکْبَرْ کہہ کر ذبح کیجئے اور ذبح کے بعد یہ دعا پڑھئے:

اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْهُ مِنِّیْ كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ وَخَلِیْلِکَ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِمَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ

نوٹ: اگر دوسروں کی طرف سے قربانی کی جائے تو مِنِّیْ کے بجائے مِن کے بعد صاحبِ قربانی کا نام کہے۔

ہماری عیدگاہ کو نہ آئے !!

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جو شخص گنجائش رکھنے کے باوجود قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عیدگاہ کے قریب بھی نہ آئے۔

(ابن ماجہ: ۲/ ۱۰۴۴)

احکام عقیقہ

قربانی کے احکام کے بعد خیال ہوا کہ عقیقہ سے متعلق مختصر احکام بھی اس رسالہ میں شامل کردیئے جائیں، کیونکہ اس کے بیشتر احکام مثل قربانی کے ہیں۔

عقیقہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں حکم دیا تھا کہ لڑکے کی طرف سے دو اور لڑکی کی طرف سے ایک جانور عقیقہ میں ذبح کیا کریں۔(ابن ماجہ:۱۰۵۶/۲)

تعریف:

''عقیقہ لغت میں ''مقطوع'' کو یا'' کٹے ہوے بالوں'' کہتے ہیں۔اور شرع میں ''نومولود کی طرف سے ساتویں دن ذبح کئے گئے جانور'' کو عقیقہ کہتے ہیں۔
(معجم لغۃ الفقہاء:۳۱۹)

حکم:

عقیقہ کرنا علماء کے نزدیک ''سنت'' یا مستحب ہے بشرط قدرت وگنجائش۔

(فتاویٰ رحیمیہ:۹۱/۲)

ثبوت:

وہ احادیث ہیں جن سے اس کی ترغیب واضح ہوتی ہیں، مثلاً

(۱)''(نومولود) بچہ کے ساتھ اس کا عقیقہ ہے، پس اس کے لئے خون بہاؤ(بکری ذبح کرو) اور اس سے اذیت وتکلیف کو دور کرو''۔(بخاری:۱۰۹/۷)

❁ اذیت دور کرنے سے علماء نے بال کٹوادینا مراد لیا ہے۔جیسا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا قول ابن ماجہ میں مروی ہے۔

(۲) ''ہر بچہ اپنے عقیقہ کے ساتھ مرہون ہے، ساتویں دن اس کی جانب سے جانور ذبح کیا جائے، اس کا نام رکھا جائے اور سر منڈوا دیا جائے''۔ (ابوداؤد: ۱۰۶/۳)

❁ مرہون ہونے کی تشریح میں علماء فرماتے ہیں کہ بچہ کو والدین کے حق میں سفارش سے اس وقت تک روکے رکھا جاتا ہے جب تک کہ وہ عقیقہ نہ کریں، بشرطیکہ اس کی استطاعت رکھتے ہوں۔

(۳) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں حکم دیا تھا کہ لڑکے کی طرف سے دو اور لڑکی کی طرف سے ایک جانور عقیقہ میں ذبح کیا کریں۔

(ابن ماجہ: ۱۰۵۶/۲)

(۴) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے ایک ایک بکرے کا عقیقہ فرمایا۔ (ابوداؤد: ۱۰۵/۳)

❁ دوسری روایات میں دو دو بکرے ذبح کرنا بھی ثابت ہے، جیسا کہ نسائی وغیرہ میں ہے۔

واجب نہ ہونے کی دلیل:

❁ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی صریح حکم نہیں دیا جیسا کہ واجبات کے لئے آپ نے تصریحات فرمائی ہیں۔

❁ ایک موقعہ پر آپ نے صاف اختیار دیتے ہوئے فرمایا:

جس شخص کے ہاں بچہ پیدا ہوا اور وہ اس کی طرف سے قربانی دینا چاہے تو دیدے۔

(بیہقی)

یہ اختیار واجب نہ ہونے پر واضح دلیل ہے، کیونکہ واجبات میں کرنے نہ کرنے کا اختیار نہیں دیا جاتا۔

پس منظر:

جس طرح اسلام نے بہت سے احکام نئے جاری کئے ہیں اسی طرح بعض پہلے سے جاری اعمال کو اگر اس میں حرج نہیں محسوس کیا تو ضروری اصلاح کے بعد برقرار رکھا ہے۔ عقیقہ میں بھی ایسا ہی ہوا۔ چنانچہ حضرت ابو بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم لوگ جاہلیت کے زمانہ میں اگر اولاد پیدا ہوتی تو ایک بکری ذبح کر کے اس کا خون اس کے سر میں مل دیا کرتے تھے، پھر جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام کی نعمت عطا فرمائی تو ہم (حسبِ ہدایت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بکری ذبح کر کے (کھا کھلا دیتے) بچہ کا سر مونڈھ کر خون کے بجائے زعفران اس کے سر پر مل دیتے تھے۔ (ابوداؤد: ۳/ ۱۰۷)

وقت مسنون:

عقیقہ کا مسنون وقت ساتواں دن ہے، جیسا کہ مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا؛ لیکن یہ حکم بھی مستحب ہے، ضروری نہیں، اسی طرح ساتویں دن کے بعد بھی کیا جا سکتا ہے۔ پہلے بھی البتہ بعد میں کر رہے ہوں تو ساتویں کی رعایت بہتر ہے، یعنی چودھویں یا اکیسویں دن۔ (تفصیل کے لئے اہل علم شروحات حدیث ملاحظہ فرمائیں)

فوائد و منافع:

❁ عقیقہ کے ذریعہ نومولود کے اعضاء کا فدیہ ہو جاتا ہے، اور اس کی صحت وسلامتی یقینی ہو جاتی ہے۔

❁ عقیقہ کے ذریعہ نومولود کے لئے اللہ تعالیٰ سے تقرب حاصل کیا جاتا ہے۔

❁ عقیقہ کے ذریعہ نومولود کو والدین کی شفاعت کے لئے آزاد کرایا جاتا ہے۔

❁ عقیقہ کے ذریعہ نعمت اولاد اور امتِ نبی کی کثرت پر اظہار سرور کیا جاتا ہے۔

❁ عقیقہ کے ذریعہ احباب و اعزہ اور فقراء و مساکین کی خدمت کا موقع ملتا ہے۔ جو

ازدیادِ محبت واداۓ حقوق کا سبب ہوتا ہے وغیرہ۔

متعلقہ مسائل:

عقیقہ کے جانور کی قسم، عمر، صفات، گوشت کے استعمال کے سلسلہ میں تمام احکام وہی ہیں جو قربانی کے جانوروں سے متعلق گزشتہ صفحات میں گزر چکے ہیں، دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے، اس کے علاوہ بعض مسائل درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

مسئلہ: عقیقہ اور حلق کا اس قدر ایک ساتھ ہونا کہ ادھر قصائی بکرے پر چھری رکھے اور ادھر نائی سر پر استرہ رکھے، یہ ضروری نہیں، نہ اس کی کوئی اصل ہے، محض جہالت کی دین ہے۔ ''ہاں ساتویں دن حلق بھی ہو اور عقیقہ بھی یہ مستحب ہے''۔(ترمذی: ۱/ ۱۸۳) لیکن مصالح کے مدنظر تقدیم وتاخیر میں بھی کوئی حرج نہیں، بعض دفعہ مالی گنجائش نہیں ہوتی تو عقیقہ بعد میں کردے بال ساتویں دن نکلوادے، بعض دفعہ بچہ کمزور ہوتا ہے، یا موسم سخت سرد ہوتا ہے، تو عقیقہ ساتویں دن کردے بال حسب سہولت نکلوادے، بہرحال اس میں کوئی تنگی نہیں ہے، بلکہ مذکورہ رسم تو قابلِ اصلاح ہے۔

مسئلہ: سر کے بال منڈواکر مستحب یہ ہے کہ اس کے وزن کے برابر چاندی یا اس کی قیمت خیرات کردے۔(ایضاً)

مسئلہ: عقیقہ میں جانور نر ہو یا مادہ، اس کی کوئی اہمیت نہیں، دونوں جائز ہیں۔

(ابوداؤد: ۲/ ۳٦)

مسئلہ: عقیقہ کے ذریعہ احباب واعزہ کی دعوت کرنا چاہے تو یہ بھی جائز ہے، بشرطیکہ مروجہ مفسدات ومنکرات سے احتیاط کرے، ورنہ ایک مستحب کے لئے بیسیوں منکرات کا ارتکاب کوئی عقلمندی نہیں ہے، بس گوشت پڑوسیوں اور رشتہ داروں کو بھیج دے، تاکہ محبت بڑھے۔

مسئلہ: بہتر ہے کہ جانور ذبح کرتے وقت اسے جس کے لئے ذبح کیا جارہا ہے اسی

کے نام سے موسوم کرے، مثلاً بِسْمِ اللهِ اَللّٰهُمَّ هٰذِهٖ عَقِيْقَةُ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

طریقہ ودعا:

جس طرح قربانی کا جانور ذبح کرتے ہیں اسی طرح ذبح کرے البتہ دعا مندرجہ ذیل پڑھے

اَللّٰهُمَّ هٰذِهٖ عَقِيْقَةُ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔دَمُهَا بِدَمِهٖ وَعَظْمُهَا بِعظْمِهٖ وَشَعْرُهَا بِشَعْرِهٖ اَللّٰهُمَّ اجْعَلَهَا فِداً لَهٗ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ بِسْمِ اللهِ اللهُ اَكْبَرْ (یہ پڑھ کر ذبح کردے)۔

(فتاوی رحیمیہ: ۳/ ۹۳)

دعوتِ فکر

آج کل عقیقوں کے سلسلہ میں بڑی بے اعتدالیاں پیدا ہوگئی ہیں، اور بہت سی رسومات اس عمل میں شامل ہوگئی ہیں، دعوت عقیقہ اگرچہ جائز ہے، لیکن اس کا اس قدر اہتمام کہ اسراف وتبذیر تک نوبت پہونچ جائے سخت مذموم ہے، اسی طرح ولیموں کو پُرتکلف بنانے کے لئے عقیقوں کو شامل کرنے کا جو رواج چل پڑا ہے وہ بھی قابل اصلاح ہے، کیونکہ اس میں نام ونمود کے علاوہ اور کچھ نہیں، پھر فوٹو گرافی، ویڈیو گرافی، بے پردہ خواتین کا اجتماع، نمازوں کا ضیاع اور رات دیر تک محافل رنگ روپ، آرکسٹرا اور دیگر منکرات نے اس "عمل مستحب" کا حلیہ بگاڑ کر یہود ونصاری کی بے ہودہ تقریبات کا رنگ دے دیا ہے، اس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ عقل خداداد اور نعمت دین کو استعمال کرتے ہوئے ان امور کی اصلاح کی طرف خصوصی توجہ کریں۔

امید کہ ان گذارشات پر ٹھنڈے کلیجے غور کرکے اصلاح معاشرہ کی جد وجہد میں عملی اقدام فرمائیں گے۔

ادارۂ اشرف العلوم ٹرسٹ حیدرآباد

ریاست آندھرا پردیش کا اہم اور قابل توجہ دینی، تعلیمی، اقامتی ادارہ ہے جہاں صرف بورڈنگ میں **810** طلبہ مقیم ہیں، جن کی بڑی تعداد کا ادارہ کفیل ہے۔

اس ہوش رُبا گرانی کے دور میں جبکہ چند افراد پر مشتمل مختصر سے کنبہ کا گذارہ بھی مشکل ہو رہا ہے، اتنے بڑے ادارے کا نظام محض فضلِ الٰہی اور غیور مسلمانوں کی ہمدردی پر قائم ہے۔

اس لئے تمام مسلمانوں سے پُرخلوص اپیل کی جاتی ہے کہ اس ادارہ کی ہمہ جہتی ترقی میں بھرپور تعاون فرمائیں۔

والسلام

محمد عبد القوی

ناظم ادارہ